ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی بطور طنزیہ و مزاحیہ شاعر

نائلہ عبدالکریم

ABSTRACT:
Societal injustice generates variety of topics for satirical writings. It is unavoidable for writers to ignore these societal injustices in their writings. The objective of this article is to analyze the Dr. Abdul Hameed Yazdani satirical writings about societal injustices. Analytical depth of Dr. Hameed's writings shows that he has great ability to understand the social problems of contemporary society. The social issues discussed by Dr. Hameed includes military coup, selfishness of politicians, backward social system, following of depressive norms and domestic issues. Selection topics and words, command on expression, futuristic approach, realistic criticism positive attitude made his writings valuable for society:

Keywords; Societal injustice, hilarious criticism, analysis.

اکیسویں صدی کے آغاز مارشل لاء کے وقت میں اگرچہ یہ دعوی کیا گیا کہ پاکستانی معاشرہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ مگر ظاہری و باطنی لحاظ سے دہشت گردی کی بڑھتی ہوئی لہر سے شکست و ریخت کا ایسا سلسلہ جاری تھا۔ جس سے ہم نے دو طرح کی صورت حال کا مشاہدہ کیا۔ ایک طرف دہشت گردی سے قیمتی جانوں کا ضیا ع اور دوسری طرف نوجوان نسل کے لیے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے راہیں ہموار کرنا۔ ایک طرف عوام کے لیے ابتدائی طبی امداد کا آغا زاور دوسری طرف افراط زر کا شکار معاشرہ، ایسی متضاد صورت حال میں طنز و مزاح کے متعدد موضوعات کا پیدا ہونا تعجب کی بات نہ تھا۔ طنز و مزاح کیا ہے؟ ڈاکٹر وزیر آغا نے اسٹیفن لیکاک کے حوالے سے خالص مزاح کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

’’مزاح کیا ہے؟ یہ زندگی کی ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کانام ہے۔ جن کا فنکارانہ اظہار ہو جائے۔‘‘(۱)

جبکہ اکثر اوقات طنز کے چبھتے ہوئے الفاظ کے پس پردہ اصلاح فر د و معاشرہ مقصود ہوتی ہے۔ یہ محض اتفاقی کارروائی نہیں بلکہ یہ ایک ایسی تنقید ہوتی ہے۔ جس سے بھلائی کی توقعات وابستہ ہوتی ہیں ۔ تاہم اس میں کسی حد تک تخریبی چر ثو مہ بھی پایا جاتا ہے۔ طنز کے حوالے سے بقول شوکت سبزواری۔

’’طنز ایک طرح کی تنقید ہے ایک قسم کا عمل جراحی ہے۔ تنقید کئی طرح کی ہوتی ہے۔ طنز شدید، تیز، بیدردانہ قسم کی تنقید ہے۔ اسی لیے میں نے اسے ایک قسم کا عمل جراحی کہا۔ تنقید میں ایک جز کے اچھے اور برے دونوں پہلو سامنے آتے ہیں اور ایک نقاد کا فرض ہے کہ وہ جہاں برے پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ وہاں اچھے پہلوؤں کو بھی اجاگر کرے۔ تقلید ہمد ر دانہ ہوتی ہے توازن اس کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے۔ طنز میں جز کے برے پہلوؤں کو نمایاں کر کے دکھایا جاتا ہے۔‘‘(۲(

مارشل لاء کے دور میں پورا معاشرہ متاثر ہوا۔ اس کے نتیجے میں افراتفری، بے چینی، کرب، مایوسی اور اقربا پروری جیسے احساسات امڈ آئے ۔ جس کا سلسلہ پہلی جمہوری حکومت اور دوسری جمہوری حکومت میں ہنوز جاری ہے۔ لہٰذا ہمار ے شعر اء طنز و مزاح نے اپنی ذمہ داریوں کو خوب نبھایا۔ اور محسوس کیا کہ آزادی کے بعد پاکستان جو ایک نظریاتی ملک تھا، میں فرقہ وارانہ تصادم کے علاوہ سیاسی ہلچل مسلسل اپنے پاؤں گاڑھے کھڑی ہے۔ آزادی کا جو دل آویز خواب عوام نے دیکھا تھا۔ وہ بکھر کے چکنا چور ہو گیا۔ پاکستان آزاد تو ہوا۔ مگر پہلے سے بھی زیادہ خودغرض رہنماؤں کی بھینٹ چڑھ گیا۔ مہنگائی، ظلم و ستم، معاشرتی و سماجی ناانصافی میں نہ صرف اضافہ ہوا۔ بلکہ قبضہ مافیا نے بار بار ملک کو لوٹنے کی غرض سے یرغمال بنایا۔ پاکستان جن عمدہ مقاصد کے تحت معرض وجود میں آیا۔ وہ پورے نہ ہو سکے۔ اور ہر طرف حرص و ہوس کے بادل منڈلانے لگے۔ ایسے میں جن شعراء، طنز و مزاح نے ان ناسازگار حالات کے خلاف آواز بلند کی۔ ان میں سے نمایاں نام سید ضمیر جعفری، دلاورفگار، شوکت تھانوی، رضانقوی واہی، امیر الاسلام ہاشمی ور انور مسعود کے علاوہ طویل فہرست ہے۔ جن کا ذکر اس مختصر مقالے میں ممکن نہیں ۔ مگر باقاعدہ طنزیہ و مزاحیہ شعراء کے علاوہ اسی عہد کا ایک نمایاں نام ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کا ہے۔ جنہوں نے معاشرے کے درد کو محسوس کیا اور محض ذوق کی خاطر طنزیہ و مزاحیہ قطعات پیش کرتے ہوئے ملکی حالات و واقعات پر خوبصورت اور دلنشیں انداز میں طنز کر کے مزاح تخلیق کرنے کی کوشش کی۔ اور سیاستدانوں کو طنز کا نشانہ بنایا۔ ان کے خیال کے مطابق ملکی حالات کی خرابی کا باعث یہ سیاست دان ہی ہیں ۔ جو جمہوریت کے نام پر بادشاہی نظام چاہتے ہیں ۔ وہ ذاتی مفاد کی خاطر اجتماعی مفاد کو نظر انداز کرتے ہیں ۔ ان کے پیش نظر محض اپنی ذات کا مفاد مقصود ہے۔ اس سلسلے میں ان کا ایک قطعہ’’ لوٹے۔‘‘ــــــ ہے ملاحظہ کریں :

’’میرے وطن کی فضا کو خراب کرتے ہیں
لباس انس میں یہ چند گھوڑے اور لوٹے

الٰہی یا تو انہیں اک ضمیر زندہ دے
وگرنہ روز انہیں مار آٹھ دس سوٹے‘‘ (۳(

ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے اپنی سیاسی بصیرت کی روشنی میں طنز و مزاح کی روایت میں اپنا حصہ ایسے ڈالا کہ جس سے عصر حاضر کی سیاسی افراتفری اور سماجی صورت حال کو

صحیح تناظر میں د یکھنے سے تجزیاتی وسعت کو فروغ حاصل ہوا۔ ان کی گہری نظر اور ادبی ذوق نے ان کے فن کی آبیاری کی۔ ان کی طنز دراصل حق گوئی کا حسین مرقع ہے۔ وہ معاشرتی و سماجی برائیوں اور رویوں کی طرف اشارہ ہی نہیں کرتے۔ بلکہ غیر شائستہ رویوں کا پوری طرح پردہ چاک کرتے ہیں ۔ ان کی کلاسیکی شعور سے مزین روایتی اسلوب کی حامل ظریفانہ شاعری زبان و بیان پر گرفت کا عمدہ نمونہ ہے۔ حالات حاضرہ پر طنزیہ اشعا ر ان کی جدت پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہیں ۔ اور اپنے عہد کے معاشرتی حالات اور سماجی تضادات و بے اعتدالیوں کی لفظی مرقع نگاری بڑی خوشی اسلوبی سے کرتے ہیں ، ان کا ہر لفظ اسلوب شعر میں طنز و مزاح کا حسین امتزاج قاری کو جہان تازہ کی نوید سناتا ہے۔ زبان و بیان پر عبور ان کی شاعری کو کامیاب بناتا ہے۔ سیاست ، سماج اور نظام کے علاوہ خا نگی موضوع پر بھی انہوں نے طبع آزمائی کی۔ وہ عورتوں پر مختلف انداز میں طنز کرتے ہیں ۔ اور شوہر کو مظلوم پیش کرتے ہوئے ایک قطعہ پیش کرتے ہیں جو ایک خط کا جواب محسوس ہوتا ہے۔ ملاحظہ کریں قطعہ:

’’آپ نے پوچھا ہے میرا اور میری بیوی کا حال
میں بہت کھانے لگا ہوں کچھ نہیں کھاتی ہے وہ
شو مئی قسمت ہے ہر چیزکا الٹا اثر
میں سکڑتا جا رہا ہوں پھیلتی جاتی ہے وہ۔‘‘ (۴(

ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی ادبی اہمیت اور مرتبت سے آنکھیں نہیں چرائیں جا سکتیں ۔ اپنے فن پر ان کو مکمل گرفت ہے۔ طنز و مزاح کے اکثر مروجہ موضوعات پر طبع آزمائی کرتے ہوئے انہوں نے حالات حاضرہ اور معاشرتی و خانگی نوعیت کے موضوع کا انتخاب کر کے ایک نئے رجحان کی بنیاد ڈالی۔ وہ زبان زد عام معاشرتی و خانگی کمزوری کو بنیاد بناتے ہیں ۔ اور عام خیالات کی پیوند کاری سے طنز و مزاح کا کام لیتے ہیں ۔ انہوں نے معمولی فرق کے ساتھ سیاسی و سماجی اور خانگی موضوعات کو بروئے کار لا کر طنز و مزاح کا حق ادا کیا ۔ ان کی شاعری لطیف جذباتی موضوعات سے مزین ہے۔ سیاست و سماج پر گہری نگاہ سے کام لیتے ہوئے وہ طنز و مزاح میں کامیاب نظر آتے ہیں ۔ اور حالات کا احاطہ فنکارانہ ذہانت سے کرتے ہیں ۔مزاح نگاری کی مختلف کوششوں پر غیر معمولی قدرت اور حد بندیوں کی وسعت اور اپنے نقطہ نظر کے سبب طنز و مزاح کی کاریگری میں ممتا ز نظر آتے ہیں ۔ ظریفانہ شاعری کے کلاسیکی تخیل کے ساتھ ساتھ تہذیب و ثقافت سے گہری وابستگی نے ان کی شاعری کو مزاح نگاری کی عام سطح تک محدود نہیں کیا۔ بلکہ ان کے فن کے حسن اور اسلوب کا جو لطف ان کے قطعات میں ملتا ہے۔ وہ اردو کے دوسرے باقاعدہ مزاحیہ شاعروں کی صف میں انہیں بآسانی جگہ مہیا کرتا ہے۔ حالانکہ خواجہ عبدالحمید یزدانی کے مطابق:

’’میں کوئی باقاعدہ شاعر نہیں ہوں لیکن کبھی کبھا ر اعز ا یا دوستوں میں یا پھر کسی واقعے سے میری رگ ظرافت پھڑک اٹھتی ہے۔ تو شعر یا قطعہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی کسی مصرع کی آمد ہوتی ہے تو بعد میں قطعہ کہہ دیتا ہوں ۔‘‘(۵(

وہ لفظوں کے نہ صرف نبض شناس بلکہ ان سے وابستہ تخیلی اور جذباتی رد عمل سے حسب ضرورت کام لینے کا ڈھنگ جانتے ہیں ۔ زندگی کی جیسی ادراک آمیز کیفیت ان کے اشعار میں ملتی ہے۔ دوسرے باقاعدہ مزاح نگار شعراء کے ہاں بھی اس کا فقدان نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں بہ یک وقت مختلف موضوعات کی عکاسی کے لیے معنی خیز الفاظ قاری کے ذہن میں حکمت کے چراغ روشن کر دیتے ہیں ۔ اور مذاحیہ اشعار تجربات کی وسعت او تجزیہ کار ذہن کا عکس دکھائی دیتے ہیں ۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کا سب سے منفرد امتیاز معنویت کے پہلو میں پوشیدہ ہے۔ جس سے بیداری ذہن سے ہی لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ ورنہ بز لہ سنجی سمجھ کر محض ہنسنے پر ہی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔ اصلاحی پہلو سے پاک اور طنز و مزاح کے احساس برتری سے بے نیاز ان کے ہاں گہری بصیرت فن کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ وہ الفاظ جو محض طنز و مزاح کے گرد گردش کرتے دکھائی دیتے ہیں ۔ کسی نہ کسی سطح پر دعوت فکر دیتے ہیں ۔ فکرو خیال کی یہی بلندی یزدانی کے مزاح میں تخیل کے چراغ روشن کرتی ہے۔ جس سے زبان و بیان کی جگمگاتی قندیلیں آنکھوں کو خیرہ کرتی ہیں ۔ وہ لفظوں کے انتخاب، ان کی ترتیب اور انہیں اشعار میں ڈھالنے کا خوب سلیقہ رکھتے ہیں ۔ لفظوں کے معنی سے وابستہ گہرا شعور اور جذباتی احساس سے لبریز ان کی قوت جس سے ادائے مطلب کا کام لیا جا سکتا ہے۔ وہ اس سے اس حد تک آشنائی رکھتے ہیں کہ جس سے الفاظ کے استعمال کا سبب مجروح نہیں ہوتا۔ وہ الفاظ کا استعمال انتہائی احتیاط سے کرتے ہیں ۔ جس سے اصل مقصد بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور انبساط کی کیفیت بھی طاری ہوتی ہے۔ انہوں نے حکومتی ذمہ داریوں کو مختلف حوالوں سے نشانہ طنز بنایا ہے۔ اور ان کی کوتاہیوں کو طنز و مزاح کے پیر ا ئے میں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ’’زلزلہ روڈ‘‘ کے عنوان سے جو قطعہ لکھا ہے۔ وہ سرگودھا کے سفر کے دوران سڑک پر لکھا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

’’ہڈی پسلی اپنی تڑوانے کا گر کچھ شوق ہو
ایک دن لاہور تا سرگودھا کا کر لو سفر
بس میں بیٹھے یوں لگے گا ہرگھڑی جیسے یہاں
زلزلے کی زد میں آئے ہوں سبھی دیوار و در‘‘ (۶(

لفظوں کا انتخاب، ان کا آپس میں ربط اور صوتی آہنگ اشعار میں کشش اور موسیقیت پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ موضوع کی مناسبت سے لہجے اور حروف کی تکرار سے اسلوب کی تبدیلی ان کی اصل شناخت اور طرز خاص کا روشن پہلو ہے۔ ان کے ہاں آمد کے ساتھ آورد کاعنصر بھی نمایاں ہے۔ ان کا مزاح ان کی شعوری کوشش کا آبگینہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ طرز اظہار میں اس قدر دور اندیش ہیں کہ ان کے اشعار سے اصل مفہوم بھی مل جاتا ہے۔ اورکہیں لفظ زائد اور ضرورت سے کم بھی محسوس نہیں ہوتا۔ طنز و مزاح کے لیے ماحول کی ناہموار یاں ہی مواد فراہم کرتی ہیں ۔ اور ان ناہمواریوں کے رد عمل کے طور پر طنز و مزاح جنم لیتا ہے۔ اور پھر اس رد عمل کے لیے فنکارانہ اظہار سے کام لیاجاتا ہے۔ کیونکہ ہمواریاں رویے میں تلخی اور بے زاری پیدا کرتی ہیں ۔ اس تلخی اور بے زاری سے طنز و مزاح پیدا ہوتا ہے جس میں جذبات کی فراوانی اور آواز احتجاج صاف اور

واضح ہوتی ہے۔ اور یہ احتجاجی رویہ ماحول کی ناخوشگواریوں کو بدلنے کا تقاضا کرتا ہے۔ فن طنز نگاری کے اصول و ضوابط سے باخبر ہونے کی وجہ سے ہی ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کو طنزیہ شاعری میں کامیابی ملی ہے اور ان کے اشعار حقیقت و ماہیت کے لبادے میں لپٹے ان کھوکھلے نعروں کا پردہ چاک کرتے ہیں جن کی وجہ سے معاشرے میں ناانصافی اور بربریت جیسے جذبے کو فروغ ملتا ہے۔ اور ہمارے اخبارات ایسی خبروں سے بھرے پڑے ہیں ۔ جنہیں پڑھ کر انسان تازہ دم ہونے کی بجائے مزید افسردگی اور بے چینی میں مبتلاہو جاتا ہے۔ اور ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے ایسے اخبارات پر بھی افسوس صد افسوس کا اظہار کیا ہے۔ اس افسوس کو وہ منظوم پیرائے میں مزاحیہ انداز میں پیش کر کے اپنی اندرونی کشمکش کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے نظر آ رہے ہں ، وہ ''نوائے وقت '' کو ''نوائے وخت'' کے نام سے پکارتے ہیں ۔ اس موضوع پر ان کا اہم قطعہ ''تازہ دل شکن اخبار '' کے عنوان سے ہے:

''حالات سے لاعلمی کا اک اپنا مزہ ہے
اعصاب سکوں میں ہیں ، تو ہے سر کو بھی آرام
حالات ہوں معلوم تو ہوتی ہے یہ حالت
رہتے ہیں کچھے پٹھے مرے صبح سے تا شام'' (۷(

اسی طرح اخبار کی سرخیوں کو ہدف تنقید بناتے ہوئے دراصل اخبار کی اصلیت بتاتے ہیں :

''جب میں پڑھتا ہوں اخبار کی سرخیاں
سرخیاں میرے چہرے کی اڑ جاتی ہیں '' (۸(

ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی ایسے نام نہاد واعظوں اور زاہدوں پر بھی طنز کے تیر مزاح کی کمان سے چلاتے ہیں ۔ جن کی مفاد پرستی سے اسلامی تمدن کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ انہوں نے غلط روایات کی اندھی تقلید کی برائیوں کو اشارتاً طنز و مزاح کا حصہ بنایا۔ اخلاقیات کو جو نقصان ہو رہا تھا۔ اور نماز کی آڑ میں بے راہ روی اور نمود و نمائش کا جو بازار گرم تھا۔ انہوں نے ایسے نقائص پر بے دھڑک تنقید کر کے واعظوں اور ظاہری زاہدوں پر قلم اٹھایا۔ جس سے زاہدوں اور عابدوں کے ظاہری اور باطنی افعال و کردار پر گہری چوٹ لگی۔

''زاہد تجھے مبارک تیری پانچ وقتی ''ورزش''
یہ زباں بھی ہو مبارک جو چھری سے کم نہیں ہے
تجھے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ انس و الفت
تیرا دل ہے پر خشونت تیری آنکھ نم نہیں ہے'' (۹(

گویا کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کے ہاں طنزیہ و مزاحیہ شاعری کاکافی ذخیرہ موجودہے۔ انہوں نے طنزیہ و مزاحیہ شا عری کو فن سمجھ کر نہیں اپنایا بلکہ اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر طبع آزمائی کی۔ اور اسی لیے مجموعی طور پر ان کی طنزیہ و مزاحیہ شاعری کا گراف بلند ہے۔ اس طرح وہ ایک اچھے مزاح نگار کے معیار پر پورا اترتے ہیں ۔

حواشی:

۱) مظہر احمد، ڈاکٹر،اردو شاعری میں طنز و مزاح، دہلی: شبانہ پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء، ص ۱۱

۲) ایضا ، ص ۱۶

۳) فاطمہ جبیں ، ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی-حیات اور ادبی کارنامے، مقالہ براء ایم اے اردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۲، ص ۱۳۱

۴) ایضاً ، ص۱۲۹

۵) ایضاً ، ص۱۲۷

۶) ایضاً ، ص۱۳۲

۷) ایضاً ، ص۱۳۳

۸) ایضاً ، ص۱۳۴

۹) ایضاً ، ص۱۳۵

/....../